✿✿✿ تقریر ✿✿✿

تقریر بابت قرآن کریم
وقت 5-7 منٹ

قرآن عظیم میں اعداد کا استعمال

(50 سے 99 تک کا معلوماتی تذکرہ)

(تقریر نمبر 11)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسٰى تِسْعَ اٰيٰتٍۭ بَيِّنٰتٍ فَسْـَٔلْ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِذْ جَآءَهُمْ فَقَالَ لَهٗ فِرْعَوْنُ اِنِّيْ لَاَظُنُّكَ يٰمُوْسٰى مَسْحُوْرًا (بنی اسرائیل:102)

کہ یقیناً ہم نے موسیٰ کو نو کھلے کھلے نشانات عطا کئے تھے۔ پس بنی اسرائیل سے پوچھ (کر دیکھ لے) کہ جب وہ اُن کے پاس آیا تو فرعون نے اُسے کہا کہ اے موسیٰ! مَیں تو تجھے محض سحر زدہ سمجھتا ہوں۔

شکرِ خدائے رحماں جس نے دیا ہے قرآں
غنچے تھے سارے پہلے اب گُل کھلا یہی ہے
کیا وصف اُس کے کہنا ہر حرف اُس کا گہنا
دلبر بہت ہیں دیکھے دل لے گیا یہی ہے

(درثمین)

معزز سامعین! اللہ تعالیٰ نے 50 کے ہندسے کے لیے خَمْسِيْنَ کے الفاظ دو مقامات پر فرمائے ہیں۔ لیکن خَمْسِيْنَ کے الفاظ الگ طور پر استعمال نہیں ہوئے۔ بلکہ سورۃ العنکبوت آیت 15 میں اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا کہہ کر سَنَةٍ اور عَامًا لا کر بیان کیا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہزار سال میں سے 50 سال منفی کر کے جو عدد بنتے ہیں وہ بیان ہوئے ہیں۔ یعنی 950 سال۔

اس کی تفصیل میں جانے سے پہلے سورۃ المعارج کی آیت 5 میں بیان خَمْسِيْنَ کا ذکر کر لیتے ہیں۔ فرمایا کَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ کی مقدار 50 ہزار سال کے برابر ہے۔

پانچ ہندسہ کے ساتھ آلاف کو ملا کر اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران 126 میں بیان کیا ہے۔ جس میں فرمایا: يُمْدِدْكُمْ رَبُّكُمْ بِخَمْسَةِ اٰلٰفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُسَوِّمِيْنَ کہ تمہارا ربّ پانچ ہزار سخت حملہ کرنے والے فرشتوں کے ذریعہ سے تمہاری مدد کرے گا۔

آئیں! خَمْسِيْنَ اور خَمْسَة کے الفاظ میں بیان مضامین کو اِسی ترتیب سے زیر بحث لاتے ہیں۔ جو مَیں اوپر بیان کر آیا ہوں۔

سورۃ العنکبوت آیت 15 کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے یہ کیا ہے کہ یقیناً ہم نے نوح کو اُس کی قوم کی طرف بھیجا تھا۔ پس وہ اِن میں پچاس کم، ہزار برس رہا۔ پس ان کو طوفان نے آپکڑا اور وہ ظلم کرنے والے تھے۔ اِس ترجمہ کے تحت حضورؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ

”حضرت نوحؑ کی عمر جو 950 سال بیان فرمائی گئی ہے اس سے ظاہری عمر مراد نہیں بلکہ آپؑ کی شریعت کی عمر ہے۔“

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے تفسیر کبیر جلد 7 صفحہ 601 میں تحریر فرمایا:

”اِس آیت میں جو یہ ذکر آتا ہے کہ لَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا۔ نوحؑ اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال رہے۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ حضرت نوحؑ کی عمر ساڑھے نو سو سال تھی بلکہ اِس رہنے کے معنی روحانی رہنے کے ہیں یعنی نوحؑ کی تعلیم اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال تک رہی پھر مٹ گئی۔“

اِس کی مزید وضاحت حضورؓ کے اُس فٹ نوٹ سے ہوتی ہے جو آپؓ نے اِس آیت کے تحت تفسیر صغیر میں تحریر فرمایا۔

"مراد نوحؑ کی عمر نہیں بلکہ اُن کی نبوت کا زمانہ مراد ہے یا اُن کی قوم کا وہ زمانہ مراد ہے جس میں وہ نیک رہی چنانچہ دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے وَاِنَّ مِنۡ شِيۡعَتِهٖ لَاِبۡرٰهِيۡمَ (سورۃ الصافات:84) یعنی ابراہیمؑ بھی نوحؑ کے اتباع میں سے تھے۔ پس نوحؑ کی عمر اوّل ابراہیمؑ تک لمبی ہوئی۔ پھر حضرت یوسفؑ بلکہ حضرت موسیٰؑ تک لمبی ہوئی۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ:

"یہ ایک لمبی بحث ہے کہ 950 برس عمر کسی انسان کی ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ایسے معترضین کے ذوق پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضرت نوحؑ کی شریعت 950 برس تک رہی۔ میرے نزدیک تو اس میں کوئی استبعاد نہیں جب قرآن مجید میں آ گیا ہے۔"

(حقائق الفرقان جلد 3 صفحہ 333)

سامعین! جہاں تک سورۃ المعارج آیت 5 میں خَمۡسِيۡنَ کے لفظ کے استعمال کا تعلق ہے۔ اس آیت کا ترجمہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے یہ کیا ہے کہ

"عام فرشتے اور کلام الٰہی لانے والے فرشتے اس (خدا) کی طرف اتنے وقت میں چڑھتے ہیں جس کی مقدار 50 ہزار سال کے برابر ہوتی ہے۔"

آپؓ نے اِس آیت کے تحت فٹ نوٹ میں تحریر فرمایا ہے:

"بعض حساب دان جنھوں نے حساب کے ذریعہ سے دنیا کی عمر کا اندازہ لگایا ہے۔ انہوں نے تقریباً پچاس ہزار سال ہی دنیا کی ساری عمر قرار دی ہے۔ پس اگر ان کا قیاس صحیح ہے تو اس کے معنے یہ ہیں کہ اس آیت میں دنیا کی ساری عمر کی طرف اشارہ ہے۔ صلحاء اور اولیاء نے حضرت آدمؑ سے لے کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ تک پانچ ہزار سال کی عمر قرار دی ہے۔ مگر اندازے الگ الگ حساب سے ہوتے ہیں۔ پس یہ اختلاف کوئی نہیں۔ آدم کی نسل سے سلسلۂ انبیاء کی عمر ممکن ہے سات ہزار سال ہو اور طبقات الارض کے اندازے کے لحاظ سے دنیا کی عمر پچاس ہزار سال ہو پس یہ کوئی اختلاف نہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے سورۃ المعارج کی تعارف میں تحریر فرمایا ہے کہ:

"پھر اللہ تعالیٰ کو "ذی المعارج" قرار دیا ہے یعنی اس کی بلندی طبقہ بہ طبقہ آسمان پر غور کرنے سے کسی حد تک سمجھ آسکتی ہے ورنہ اس کی رفعتوں کو کوئی نہیں سمجھ سکتا۔ یہاں جس بلندی کا ذکر فرمایا گیا ہے اس پر ایک ایسی سائنسی شہادت ملتی ہے جس کا اس سورت میں خَمۡسِيۡنَ اَلۡفَ سَنَةٍ والی آیت میں ذکر ہے کہ فرشتے اس کی طرف پچاس ہزار سال میں عروج کرتے ہیں۔ اب پچاس ہزار سال میں عروج کرنے کے دو معنے ہو سکتے ہیں۔ اوّل: ظاہراً پچاس ہزار سال۔ اگر یہ معنی لئے جائیں تو اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ دنیا میں ہر پچاس ہزار سال بعد ایسی موسمی تبدیلی واقع ہوتی ہے کہ ساری زمین برفانی تودوں سے ڈھک جاتی ہے اور پھر از سرِ نو تخلیق کا آغاز ہوتا ہے۔"

(ترجمۃ القرآن خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 1072)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اِس آیت کے تحت فرمایا ہے:

"فرشتوں کے چڑھنے اُترنے کا ذکر توریت کتاب پیدائش میں بھی ہے۔ باب 28 میں لکھا ہے: سو یعقوب بیر سبع سے نکل کر حاران کی طرف گیا اور ایک جگہ میں اُترا اور رات بھر وہاں رہا۔ کیونکہ سورج ڈوب گیا تھا اور اس نے اس جگہ کے پتھروں میں سے اُٹھا کر اپنا تکیہ کیا اور وہاں لیٹ کے سو گیا اور اس نے خواب دیکھا اور کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایک سیڑھی پر دھری ہے اور اس کا سرا آسمان کو پہنچا ہے اور دیکھو! خدا کے فرشتے اس پر چڑھتے اترتے ہیں۔

آسمانی کتب اور پیشگوئیوں کے ساتھ تعلق رکھنے والے تغیّرات کے مختلف دورے ہوتے ہیں۔ ایک دَورہ پچیس سالہ ہوتا ہے۔ ایک پچاس سالہ، ایک صد سالہ (جو مجدّد کا دَورہ ہے) ایسا ہی ہزار سالہ اور پچاس ہزار سالہ دَورے بھی ہوتے ہیں۔

تاریخ اسلام میں ان تغیّرات زمانہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ ایک دَور تیس سال کا تھا۔ جبکہ خلافتِ راشدہ ختم ہوئی۔ پھر ایک ساٹھ سالہ انقلاب تھا جبکہ امیر معاویہ کا انتقال 60ھ (علیٰ صحابہٖ التحیتہ والسلام) میں ہوا اور اس کے بعد کوئی صحابی بادشاہ نہ ہوا۔

ایسا ہی ایک دَور سو سال کے قریب قریب کا ہے۔ جس میں روایت بلاواسطہ ختم ہو گئی اور ایک دَور پانچ سو سال کا ہے۔ جب کہ سلطنتِ عرب کا خاتمہ ہو گیا اور اسی طرح ایک دَور ہزار سال کا ہے۔ جس کے بعد اہل یورپ کو کمپنیاں بنانے اور تجارت وغیرہ کیلئے باہر نکلنے کا خیال شروع ہوا اور یاجوج ماجوج کے غلبہ کے ابتداء ہوئی۔

اسی طرح ایک دَور پچاس ہزار سال کا بھی ہے۔ جس پر ایک انقلاب عظیم واقع ہوتا ہے۔ یہ کوئی تعجّب کی بات نہیں ہے کہ ایک حکم پر پچاس ہزار سال ہوگئے اس کی مثالیں خود دنیا میں موجود ہیں۔ کوئی مقدمہ ہو تو محکمہ پولیس میں اس کی کارروائی فوراً ہو جاتی ہے۔ مجسٹریٹ ضلع مہینوں کی تاریخ دیتا ہے اور چیف کورٹ میں سالوں کی تاریخ ملتی ہے۔ پریوی کونسل میں اس سے زیادہ۔

ایسا ہی قدرت میں اس کا نظارہ موجود ہے۔ بعض اناج تین ماہ میں پکتے ہیں۔ بعض چھ ماہ میں۔ آم کے سال کے بعد۔ کھجور کئی سال کے بعد۔ بعض سینکڑوں یا ہزاروں سال کے بعد پکتے ہیں۔"

(حقائق الفرقان جلد4 صفحہ 208)

سامعین! اوپر بیان شدہ تین امور میں آخری حصّہ میں سورۃ آل عمران کی آیات 124 تا 126 کا ترجمہ یہ ہے:

ترجمہ: "اور یقیناً اللہ بدر میں تمہاری نصرت کر چکا ہے جبکہ تم کمزور تھے۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو تا کہ تم شکر کر سکو۔ جب تو مومنوں سے یہ کہہ رہا تھا کہ کیا تمہارے لئے کافی نہیں ہو گا کہ تمہارا ربّ تین ہزار اُتارے جانے والے فرشتوں سے تمہاری مدد کرے؟ کیوں نہیں۔ اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو جبکہ وہ اپنے اسی جوش میں (کھولتے ہوئے) تم پر ٹوٹ پڑیں تو تمہارا ربّ پانچ ہزار عذاب دینے والے فرشتوں کے ساتھ تمہاری مدد کرے گا۔"

ان آیات میں اُن غیبی فرشتوں کا ذکر ہے جن کی مدد سے جنگ بدر مسلمانوں نے جیتی تھی۔ جس میں صحابہؓ کی تعداد 313 تھی اور مدّ مقابل کفّار کی تعداد 1000 تھی۔ اِن فرشتوں کی تعداد تین ہزار اور پانچ ہزار بیان ہوئی ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے اِس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے:

"جُوں جُوں انسان کا قُرب اللہ سے بڑھتا ہے تُوں تُوں ملائکہ سے زیادہ تعلق پیدا ہوتا ہے۔ اس لیے صبر و تقویٰ سے کام لینے پر بجائے تین ہزار کے پانچ ہزار فرمایا"

(حقائق الفرقان جلد اوّل صفحہ 127)

ساٹھ کے ہندسے کا استعمال:

50 کے ہندسے پر بحث لانے کے بعد اگلا ہندسہ 60 آتا ہے۔ 6 کے ہندسے پر بحث ہم تقریر نمبر 5 میں کر آئے ہیں۔ اس تقریر میں 60 کے ہندسے کو زیر بحث لاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے 60 کے ہندسے کے لیے "سِتِّیْن" کے الفاظ سورۃ المجادلہ آیت 5 میں استعمال کیے ہیں۔ اس آیت میں ایک غلطی پر کفّارہ کا ذکر ہے کہ جو اپنی بیوی سے اظہار کر بیٹھیں یعنی اُسے ماں کہہ بیٹھیں تو بیوی کے پاس اُس وقت تک نہیں جا سکتا جب تک دو مہینے یعنی (60 روزے) رکھے۔ اگر اِس کی استطاعت نہ رکھے تو 60 مسکینوں کو کھانا کھلائے۔ گویا دو دفعہ 60 کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

حدیث میں ایک دلچسپ واقعہ آتا ہے کہ ایک صحابی رمضان میں روزے کی حالت میں بیوی کے پاس چلا گیا۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا۔ 60 روزے رکھو۔ اُس نے حضورؐ سے کہا کہ اگر مَیں روزہ میں صبر کر سکتا تو کیوں بیوی کے پاس جاتا۔ اب آپ 60 روزوں کا فرما رہے ہیں۔ وہ میری طاقت میں نہیں۔ حضورؐ نے فرمایا اگر نہیں کر سکتے تو 60 مسکینوں کو کھانا کھلا دو۔ اُس نے اِس پر بھی معذرت کر دی یہ میری طاقت سے باہر ہے۔ اتنے میں حضورؐ کی خدمت میں کھجوروں کا ایک ٹوکرا پیش ہوا۔ حضورؐ نے اُس صحابی کو دے کر فرمایا کہ اِسے لے جاؤ اور محلّہ کے مساکین اور غرباء میں بانٹ دو یہی تمہاری طرف سے کفّارہ ہو جائے گا۔ اس پر وہ صحابی بولے کہ حضورؐ! محلہ میں مجھ سے زیادہ غریب کوئی ہے۔ حضورؐ مسکرائے اور فرمایا اچھا جاؤ۔ خود بھی کھاؤ اور اپنے بچو کو بھی کھلاؤ۔

آنحضورؐ نے 60 کا ہندسہ استعمال کرتے ہوئے فرمایا کہ ایمان کی 70 یا فرمایا 60 سے اوپر کچھ شاخیں ہیں۔

(حدیقۃ الصالحین: حدیث 168)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

أَنَّهُ لَمْ يَكُنْ نَبِي كان بعده نَبِيٌّ إِلَّا عَاشَ نِصْفَ عُمُرَ الَّذِي كَانَ قَبْلَهُ، وَأَنَّ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ عَاشَ عِشْرِيْنَ وَمِائَةً وَإِنِّي لَا أَرَانِي إِلَّا ذَاهِبًا عَلَى رَأْسِ السِّتِّيْنَ

(کنز العمال)

(روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کوئی نبی ایسا نہیں کہ اس کے بعد میں آنے والا نبی نصف عمر زندہ رہتا ہے جتنا کہ اس سے پہلے نبی کی عمر تھی۔ اور عیسیٰ بن مریمؑ ایک سو بیس سال زندہ رہے اور میرا خیال ہے کہ میں ساٹھ سال کے سر پر جانے والا ہوں (یعنی وفات پانے والا ہوں)۔

حضرت ملک سیف الرحمٰن صاحب اس حدیث کی ذیل میں تحریر کرتے ہیں کہ
"یہ سنت الٰہی اور قاعدہ ربانی غالباً پرانی شریعت کے آخری نبی اور نئی شریعت کے بانی نبی کے بارہ میں ہے۔"
(حدیقۃ الصالحین: زیر حدیث نمبر 928)

پیارے دوستو! جہاں تک 70 کے ہندسے کا تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تین مقامات پر اِس کا ذکر کیا ہے۔ سورۃ الاعراف آیت 156 میں سَبْعِیْنَ کا لفظ حضرت موسیٰؑ کے حوالہ سے استعمال فرمایا ہے کہ اُس نے 70 آدمیوں کو منتخب کیا۔ سورۃ التوبۃ آیت 80 میں 70 بار استغفار کرنے کے بارہ میں ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتا ہے کہ تُو ان کے لیے استغفار کر یا نہ کر (ان کے لیے برابر ہے) اگر تو اِن کے لیے 70 بار بھی استغفار کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کو کبھی معاف نہیں کرے گا۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آنحضورؐ نے فرمایا مَیں 70 بار سے زیادہ استغفار کروں گا۔

(صحیح البخاری، کتاب تفسیر)

یہاں 70 کے عدد کا استعمال کثرت کے لیے ہوا ہے۔ سورۃ الحاقّۃ کی آیت 33 میں بھی سَبْعُوْنَ ذِرَاعًا کے الفاظ بھی بے انتہاء کے لیے استعمال ہوا ہے۔
مَیں اِس سے قبل بھی کہہ آیا ہوں کہ سترّ کا ہندسہ احادیث میں بھی کثرت کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔ اِن فگرز کا بیان دراصل قرآن میں بیان ہندسوں کی تفصیل کی تائید کرتا ہے۔ جیسے آنحضورؐ نے فرمایا۔ دجّال ایک ایسے گدھے پر سوار ہو کر نکلے گا جو چاند کی طرح چمکے گا۔ اس کے دونوں کانوں کے درمیان سترّ (70) باع (انسان اپنے دونوں بازوؤں کو پھیلائے تو وہ فاصلہ باع کہلاتا ہے) کا فاصلہ ہو گا۔

(حدیقۃ الصالحین: حدیث 940)
سترّ کے ہندسے کا دجّال کے ساتھ خاص تعلق کا ذکر ہوا ہے۔ اوپر بیان ہونے والی حدیث کے ذیل میں لکھا ہے کہ دجّال کے گدھے کا کان سترّ ہزار لوگوں پر سایہ کرے گا اور حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اصفہان کے یہود میں سے 70 ہزار طیاسی قبا پہنے دجّال کے ساتھ ہوں گے۔
(حدیقۃ الصالحین: حدیث 942)
سامعین! 80 کا فگر صرف ایک بار قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ ہم اِس سے قبل بھی سُن آئے ہیں کہ اگر کوئی مرد اپنی بیوی پر تہمت لگائے تو اِس کو چار گواہ پیش کرنے ہوں گے اگر وہ نہ پیش کر سکے تو اسّی کوڑے اُسے لگائیں جائیں گے اور دوسرا یہ کہ آئندہ وہ گواہی بھی نہیں دے سکے گا۔ تفصیل ہم سابقہ تقاریر میں بیان کر چکے ہیں۔ یہاں صرف 80 کے عدد کے حوالے سے پیش کر رہے ہیں۔
سامعین! نوّے (90) کے ہندسے کو بھی ہم کسی حدّ تک سابقہ تقاریر میں ذکر کر آئے ہیں۔ لیکن یہاں ذکر کرنا بھی فائدہ سے خالی نہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ ص آیت 24 میں 99 دُنبیوں کا ذکر کیا ہے۔ اِس سے حضرت داؤدؑ کی 99 بیویاں مراد لی گئی ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ نے اِس آیت کا جو ترجمہ کیا ہے اور اس کے تحت جو فٹ نوٹ تحریر فرماتا ہے۔ اُس کو بیان کرتے ہیں:
ترجمہ: "یہ میرا بھائی ہے اس کی ننانوے دُنبیاں ہیں اور میری صرف ایک دُنبی ہے پھر بھی وہ کہتا ہے کہ اپنی دُنبی مجھے دے دے اور بحث میں مجھے دباتا جاتا ہے۔"
"مفسّر کہتے ہیں حضرت داؤدؑ کی ننانوے بیویاں تھیں۔ مگر ایک جرنیل کی بیوی آپ کو پسند آگئی۔ انہوں نے جرنیل کو خطرناک مقام پر بھجوا دیا تا مارا جائے پھر اس کی بیوی پر قبضہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ نے سبق دینے کے لیے فرشتوں کو بھیجا جنہوں نے نعوذ باللہ یہ دُنبیوں والا جھوٹ بنایا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ حضرت داؤدؑ کی بادشاہت جب لمبی ہو گئی تو اُن کے دشمنوں نے سر اُٹھانا شروع کیا اور ان کے دشمن گھر میں کود کر آگئے۔ جب حضرت داؤدؑ کو چوکس پایا تو ڈر گئے کہ ایک آواز پر باڈی گارڈ جمع ہو جائیں گے اور گھبراہٹ میں یہ قصّہ گھڑ کر سنایا جس کی تعبیر درحقیقت یہ تھی کہ انہوں نے حضرت داؤدؑ پر یہ الزام لگایا کہ تم طاقتور ہو کر اردگرد کے غریب قبائل کو کھاتے جاتے ہو حالانکہ وہ تعداد میں تھوڑے ہیں اور تم زیادہ ہو۔ لیکن یہ بات غلط تھی۔ حضرت داؤدؑ کا ملک بہت چھوٹا تھا اور ان کے اردگرد کے قبائل عراق تک پھیلے ہوئے تھے جن کی تعداد حضرت داؤدؑ کے قبیلہ کی تعداد سے سینکڑوں گُنے زیادہ تھی۔"
قرآن کریم نے تمام نصائح انسانی فطرت کے مطابق ہی کی ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:
"قرآن کریم میں انسانی فطرت کو مدنظر رکھتے ہوئے بڑے آسان انداز میں نصیحت کی ہے۔ بڑے آسان حکم دیے ہیں جن پر ہر ایک عمل کر سکتا ہے۔...اس میں تمام بنیادی اخلاق و اصول و قواعد کا ذکر بھی آگیا ہے جن پر عمل کرنا کسی کم سے کم استعداد والے کے لیے بھی مشکل نہیں ہے۔ عبادتوں کے متعلق بھی احکام ہیں تو وہ ہر ایک

کی اپنی استعداد کے مطابق ہے۔ عورتوں کے متعلق حکم ہیں تو وہ ان کی طاقت کے مطابق ہیں۔ گھریلو تعلقات چلانے کے لیے حکم ہے تو وہ عین انسانی فطرت کے مطابق ہے۔ معاشرے میں تعلقات اور لین دین کے بارے میں حکم ہے تو وہ ایسا کہ ایک عام آدمی جس کو نیکی کا خیال ہے وہ بغیر اپنا یا دوسرے کا نقصان کیے اس پر عمل کر سکتا ہے۔"

(تلاوت قرآن مجید کی اہمیت اور برکات، ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ، صفحہ 4)

(کمپوزڈ: منہاس محمود۔ جرمنی)

✡✡✡✡